

اُردو املا — چند گز ارشادات

اکتوبر ۲۰۰۴ء کے ”اخبار اردو“ میں محترمہ نجمہ بانو کا شذرہ بعنوان ’اُردو املا: چند اصول اور قاعدے‘ شائع ہوا ہے۔ اس میں محترم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مضمون ’اُردو املا: چند اصول اور قاعدے‘ شائع شدہ ’اخبار اردو‘ جون ۲۰۰۴ء کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ مضمون بہت اہم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے مضامین لگاتار اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہیں، تاکہ املا کے بارے میں عوام ہی کی طرف سے نہیں، بلکہ بڑے بڑے علمی اداروں اور اہم شخصیات کی طرف سے بھی جس غفلت کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے، اس کا تدارک ہو سکے۔

محترم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مضمون کے سلسلے میں چند گز ارشادات پیش ہیں:

ڈاکٹر صاحب پیرا گراف ’۴‘ میں لکھتے ہیں:

”بعض عربی الفاظ کے آخر میں الف کی آواز ہے، مگر وہاں بجائے الف کے ’ی‘ اور ’واو‘ لکھی جاتی ہے اور اس پر چھوٹا الف (الف مقصورہ) نشان کے طور پر بنا دیا جاتا ہے (اسے کھڑاز بر بھی کہتے ہیں) جیسے: ادنیٰ، اعلیٰ، ریو، ... مگر اس قبیل کے کئی الفاظ اردو میں پورے الف سے رائج ہیں جیسے: تماشا، تقاضا، ربا، مدعا وغیرہ... (کئی الفاظ دونوں طرح سے لکھے جاتے ہیں) ایسے لفظوں کا املا اس طرح مناسب ہوگا، جیسے:

ادنا، اعلا، تمنا، مدعا، مولا، دعوا، فتوا، معرا وغیرہ۔

باقی الفاظ اس طرح لکھنا مناسب ہوگا، جیسے:

اولیٰ، مقفی، عقلی، مجلس شوریٰ، تقویٰ، موسیٰ، عیسیٰ، تعالیٰ، ید طولیٰ، سدرۃ المنتہیٰ، وغیرہ۔

خیال رہے کہ استعفاً صحیح ہے، استعفیٰ غلط ہے۔“

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اصول کیا ہے جس کے تحت یہ تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر تو اس تقسیم کی بنیاد کسی ضابطے پر ہے تو وہ بیان کیا جانا چاہیے تھا۔ لیکن اگر یہ تقسیم قیاسی نہیں، بلکہ روایتی ہے تو پھر پیش تر الفاظ کی فہرست دے دی جاتی۔ مثلاً رشید حسن خان نے اپنی کتاب ”اردو املا“ میں صفحہ ۸۸ تا ۹۸ پر پہلی قسم (پورے الف والی) کی اچھی خاصی تفصیلی فہرست دی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں، لیکن پھر بھی کسی حد تک اہم الفاظ کی فہرست دے دی جاتی تو مناسب ہوتا۔

الف مقصورہ کے سلسلے میں انجمن ترقی اردو کی اصلاح رسم الخط کمیٹی کی تجاویز شائع شدہ رسالہ ”اردو“ جنوری ۱۹۴۴ء میں بھی یہی تجویز کیا گیا ہے کہ: ”عربی ناموں اور عام الفاظ میں الف مقصورہ کے بجائے، پورا الف لکھا جائے۔ جیسے: ابراہیم، سلیمان، حیات، ربا اور اعلا، ادنا، مولانا وغیرہ“۔ (رشید حسن خان، ”اردو املا“، صفحہ ۴۷)

محترم ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے دوسری قسم کے تحت جو دس الفاظ و مرکبات لکھے ہیں، ان میں صرف آخری (سدرۃ المنتہیٰ) کو چھوڑ کر باقی تمام کا املا رشید حسن خان کی کتاب ”اردو املا“ میں صفحہ ۴۸ پر (”قطعاً طور پر طے شدہ“ کے الفاظ لکھ کر) پورے الف کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں ایسے الفاظ کے بارے میں انجمن ترقی اردو کی اصلاح رسم الخط کمیٹی کی تجاویز کے مقابلے میں املا و رموز اوقاف سیمینار منعقدہ ۲۵ تا ۲۷ جون ۱۹۸۵ء کی ذیلی کمیٹی کی سفارشات مندرجہ اخبار اردو مارچ ۱۹۹۹ء (پیرا گراف نمبر ۱، صفحہ ۳) کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے، جن میں کہا گیا ہے:

”عربی کے ایسے الفاظ، جن کے آخر میں ’ی‘ پر چھوٹا الف (الف مقصورہ ’ی‘) آتا ہے، مگر پڑھتے وقت ’ی‘ کے بجائے

الف پڑھا جاتا ہے، انہیں اردو میں بھی عربی املا کے مطابق لکھا جائے، کیونکہ قرآن پڑھنے والے سبھی لوگ اس سے مانوس

ہیں۔“

بہتر یہ ہوگا کہ اصولاً تو انہیں بھی پورے الف سے لکھنے کو ترجیح دی جائے، لیکن ایسے قرآنی الفاظ کو الف مقصورہ

کے ساتھ لکھنا بھی درست سمجھا جائے۔

پیرا گراف ’۵‘ میں کہا گیا ہے کہ سابقوں اور لاحقوں (بہ، چہ، کہ) کو ملا کر لکھنا بہتر ہوگا، مثلاً: بلکہ، چنانچہ، کیونکہ،

جبکہ، بشرطیکہ، غرضیکہ، بخدا، بخوبی، بدقت، بہر حال، بدستور، بدولت وغیرہ۔

پیرا گراف ’۶‘، رحمن اور اسمعیل جیسے عربی الفاظ سے متعلق ہے اور بتایا گیا ہے کہ انہیں بھی پورے الف سے لکھا

جائے۔ اس سے کمپوزنگ میں آسانی رہتی ہے۔ اس تجویز کو بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔

پیرا گراف '۷' میں بتایا گیا ہے کہ:

عربی اور ترکی کے کچھ الفاظ (اسی طرح غیر عربی، انگریزی، ہندی اور یورپی زبانوں کے الفاظ بھی) 'ہ' سے نہیں

بلکہ الف سے لکھنا درست ہے، مثلاً:

”ملغوبا، تورما، سانچا، ڈاکیا، شوربا، ڈھانچا، معما، تماشا، بقایا، تمغنا، چلکا، حلوا، مرابا، چغنا، خون خرابا، ناشتا، خارا، داروغا،

کٹورا، غنڈا، راجا، ڈراما، دھماکا، دھوکا، بھروسا، کلیجا، پتا، باڑا، بلبلا، تارا، گھونسلا، میلا، انگارا، فرما، انڈا، وغیرہ۔“

اس کے بعد کی عبارت نئے پیرا گراف میں آنی چاہیے تھی، جو درج ذیل ہے:

”بطور استثناء، بعض لفظوں کا املا یہ ہوگا (کیونکہ یہ اسی طرح رائج ہیں): نقشہ، کمرہ، زردہ، غبارہ، عاشورہ، خاکہ، بارہ، تکیہ،

مہینہ، سموسہ، سقہ، ماشہ، تولہ، آزوقہ، پسینہ، روپیہ، وغیرہ۔“

اس فہرست میں سولہ الفاظ درج ہیں۔ ان میں سے نصف (۸) الفاظ تو ایسے ہیں جو رشید حسن خان نے الف

سے لکھے ہیں (نقشہ، زردا، غبارا، خاکا، مہینا، سموسا، پسینا، روپیا)۔ 'عاشورہ، تولہ، سقا، کو اخبار اردو مارچ ۱۹۹۹ء میں

پورے الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ 'تکیہ' کا لفظ ایک تو خالقانہ کے لیے مستعمل ہے، اسے ہائے مختفی ہی سے لکھا جاتا

ہے۔ اس کے دوسرے معنی سرہانے کے ہیں۔ اس مفہوم میں اسے پورے الف سے 'تکیا' لکھا جائے تو زیادہ بہتر

ہے۔ 'کمرہ' کو فرہنگ تلفظ (شائع کردہ مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء) میں ہائے مختفی ہی سے لکھا گیا ہے، لیکن یہ بھی

درج کیا گیا ہے کہ اصلاً یہ لفظ اطالوی (camera) ہے (صفحہ ۷۶۹)۔ اس لحاظ سے تو اس کا تلفظ 'کمر' ہونا چاہیے،

کیونکہ بولتے وقت بھی اس کا تلفظ پورے الف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسی لیے 'فرہنگ عامرہ' نے اسے پورے

الف کے ساتھ 'کمر' ہی لکھا ہے (صفحہ ۴۹۸)۔ اب صرف تین الفاظ باقی رہ گئے ہیں: بارہ، ماشہ اور آزوقہ۔ ان کا

تلفظ ہی ہائے مختفی کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس لیے ان الفاظ کو اسی طرح لکھنا بہتر لگتا ہے۔

پیرا گراف '۸' اسمائے معرفہ سے متعلق ہے۔ درست وہی ہے جو محترم ہاشمی صاحب نے لکھا ہے۔ لیکن بعض لوگ

امریکا، افریقا، بنگلادیش بھی لکھتے ہیں۔ یکسانیت کے نقطہ نظر سے بہتر یہی ہے کہ ہائے مختفی ہی سے لکھا جائے۔

پیرا گراف '۹' انتہائی ضروری اور مفید ہے۔ اس معاملے میں ہمارے ہاں بہت بے احتیاطی سے کام لیا جاتا ہے۔

یہ ایک افسوس ناک صورت حال ہے۔ ان الفاظ کو بولتے وقت کوئی شخص بھی ہمزے کی آواز دہرائے نہیں کرتا (سوائے

مثلاً 'گئے' کے)۔ لیکن لیے، کیے، دیے، لیجیے، چاہیے وغیرہ لکھتے وقت نہ جانے کیوں اوپر ہمزہ لگا دیا جاتا ہے۔ یہ

سراسر غلط ہے۔ اس کے بارے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس قاعدے کی جتنی تشہیر ممکن ہو، کی جانی چاہیے،

بلکہ میڈیا سے ایک مہم کے طور پر اس سلسلے میں مدد لی جائے۔

پیرا گراف '۱۰' میں بھی ایک اہم بات بتائی گئی ہے کہ درست املا ان شاء اللہ ہے نہ کہ انشاء اللہ۔

پیرا گراف '۱۱' میں بتایا گیا ہے کہ اضافت کے قاعدے میں مضاف کے آخری حرف کے نیچے زیر آتا ہے۔ جیسے ماہِ رمضان..... مگر جن لفظوں کے آخر میں یائے ساکن ہوتی ہے، اضافت کی صورت میں اس 'ی' کے نیچے زیر آئے گا (نہ کہ ہمزہ) مثلاً: مرضی خدا اور آزادی وطن وغیرہ۔ ایسے مقامت پر 'ی' کے بعد ہمزہ لکھنا مرزا غالب کے الفاظ میں 'عقل کو گالی دینا ہے'۔

پیرا گراف '۱۲' میں ایک انتہائی اہم بات بتائی گئی ہے اور ایک ایسی بے احتیاطی کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے جس کا ارتکاب بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔

”عربی جمع اور مصادر کے آخر میں ہمزہ آتا ہے۔ [لیکن] اردو میں ان کے آخر میں ہمزہ نہیں لکھیں گے، مثلاً: ابتداء، انتہاء،

ارتقاء، التواء، ابتلاء، استدعاء، اولیا، انبیا، جہلاء، وزراء، فقراء، حکماء، غرباء، املاء، اخفاء، القاء، وغیرہ۔“

پیرا گراف '۱۳' میں اسی قاعدے کا انگریزی الفاظ پر اطلاق بتایا گیا ہے کہ مارشل لا وغیرہ الفاظ کے آخر میں ہمزہ آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پیرا گراف '۱۴' میں جملہ واضح نہیں۔ اسے اس طرح کی کوئی صورت دے دی جائے تو بات واضح ہو جائے گی: ”الف پر ختم ہونے والے الفاظ اگر مرکب اضافی میں مضاف بن کر آئیں تو انہیں لکھنے کی صحیح صورت یہ ہوگی: حکماء اسلام، ابتداءے کار، یعنی 'ے' پر ہمزہ نہیں ہوگا، کیونکہ 'ے' اضافت کی علامت ہے۔“ اس کی جو توجیہ مضمون میں کی گئی ہے، مناسب نہیں لگتی۔ اور لوگوں نے بھی یہ قاعدہ بیان کیا ہے۔ اس میں لکھنے والے کے لیے تو ایک حد تک سہولت کا پہلو نکلتا ہے، لیکن یہاں تلفظ میں ہمزہ باقاعدہ موجود ہوتا ہے۔ اگر اسے درج بھی کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ لطیفہ یہ ہے کہ اسی مضمون میں پیرا گراف '۸' کے آغاز میں کمپوزر صاحب کی نوازش سے 'اسمائے معرفہ' لکھا گیا ہے۔ بلکہ میرے خیال میں تو پیرا گراف '۱۵' والی صورت (مرکب عطفی) میں بھی جہاں ہمزہ بولا جاتا ہے، اسے لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، مثلاً: شعرا و ادباء، فقرا و مساکین، آبا و اجداد۔ لیکن کتاب و سنت جیسی مثالوں میں نہ تو ہمزہ موجود ہے، نہ بولا جاتا ہے اور نہ اسے لکھنے کا کوئی جواز بنتا ہے۔ تاہم سہولت اور یکسانیت کی غرض سے اگر یہ طے کر لیا جائے کہ ان صورتوں میں ہمزہ نہیں لگایا جائے گا تو یہ بھی ایک مناسب بات ہو گی۔

پیرا گراف '۱۶' تا '۲۶' میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ انتہائی اہم اور مفید ہے۔ ان امور کی اشاعت مسلسل کی جاتی رہنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر ہاشمی صاحب کو جزاے خیر دے، انھوں نے نہایت اہم امور کی طرف متوجہ فرمایا ہے، مثلاً پیرا گراف '۱۶' میں قانونِ امالہ کا بیان ہے۔ اس کے متعلق بے احتیاطی بہت عام ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں 'ہ' یا الف ہو اور ان کے فوراً بعد تک، سے، کو، کا، کے، کی، میں، پر، وغیرہ میں سے کوئی حرفِ عاملہ آجائے تو آخری 'ہ' یا الف کوئے سے بدل دیا جاتا ہے، مثلاً آپ کے بارے میں (نہ کہ بارہ میں)، تمہارے بھروسے پر (نہ کہ بھروسا پر)، وغیرہ۔ البتہ بعض الفاظ مثلاً امریکہ، دادا، نانا، چچا، ابا، ایشیا، برما، ہمالیہ، والدہ، جمیلہ، وغیرہ امالہ قبول نہیں کرتے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com